حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مشہور تصنیف

انفاس العارفین

مترجم

علامہ حکیم محمد اصغر اطہر فاروقی

نوری بک ڈپو داتا دربار ○ لاہور

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

انفاس العارفین

نوری بک ڈپو لاہور

انفاس العارفین

از

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

تقدیم

راجہ رشید محمود ایم اے ماہر مضمون اردو
پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ

ترتیب و ترجمہ

حضرت علامہ حکیم محمد اصغر اطہر فاروقی مدظلہ العالی

نوری بک ڈپو۔ لاہور

ناشر و تاجر

آر-آر پرنٹرز لاہور

مرکزی دفتر : معصوم منزل، اسلام گنج۔ لاہور
مرکز فروخت : بازار داتا صاحب۔ لاہور

ان کے ہمراہ ان کے گھر آیا پگڑی اُتار کر پاؤں میں رکھ دی اور اظہار عقیدت کیا حضرت والا نے فرمایا شرط یہ ہے کہ چند روز ہمارے ساتھ مجلس کرو، تاکہ ہمیں پہچان سکو اور تمام قصہ بیان کر دیا۔ اور بیعت و تلقین سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد دکن چلا گیا اور پھر واپس نہیں آیا۔

حضرت والا سے اجمالاً اور دوسرے احباب سے تفصیلاً سنا کہ علی خوانی، قصبہ خورف کا صحیح العقیدہ سنی تھا۔ اس نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں تمہارا پیر دہلی میں ہے اور حضرت والا کی شکل انہیں دکھائی۔ ایک مدت کے بعد کسی کام دہلی آیا۔ ایک مدت تک اس کی ملاقات نہ ہو سکی۔ اس کے بعد محمد افضل ساکن پھلواری سے حضرت والا کا نام اور بعض اوصاف سُنے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور تلقین سے سرفراز ہوا۔ بعض اوقات وجد میں آجاتا۔ اور اس کا چہرہ سُرخ ہو جاتا اور کہتا۔

ایک مرتبہ حضرت والا قصبہ پھلت میں تھے گرمی شوق سے زاد راہ اور سواری اور راستہ معلوم کئے بغیر ہی اس طرف چل دیئے اور شوق کی راہ نمائی میں آملے۔

حضرت والا سے اجمالاً اور بعض دوستوں سے تفصیلاً سنا ہے کہ سہارنپور میں صوفی نامی ایک شخص تھا جس نے عالم جوانی میں ایک صاحب کشف بزرگ سے ملاقات کی۔ اس نے کہا کہ تمہاری بیعت فلاں شکل و ہیئت اور نام پر موقوف ہے۔ وعظ کہتا ہے۔ وہ اسی انتظار میں بوڑھا ہو گیا تھا۔ گوناگوں اشغال صوفیہ اور سخت مشقتیں کی ہوئی تھیں۔ آخر کار محمد اسماعیل میرٹھی کی راہنمائی سے حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت و تلقین کے شرف سے مشرف ہوا۔ شروع میں اپنی ریاضات شاقہ اور اشغال بیان کرتا تھا۔ حضرت فرماتے آغاز اچھا ہوا ہے انجام بھی انشاء اللہ اچھا ہوگا۔ آخر کار اس نے تربیت حاصل کر لی۔

فرماتے تھے ایک مرتبہ بارش بند ہو گئی۔ لوگوں نے میری طرف رجوع کیا اور دعا کی درخواست کی۔ میں نے دعا کی تو بوندا باندی شروع ہو گئی۔ میں نے کہا بارش کا کھل کر ہونا ہماری دیواروں پر موقوف ہے گویا تدبیر غیب ہماری دیواروں کے گرانے سے احتراز کر رہی ہے پس انہوں نے جلدی سے توڑی اور مٹی لاکر دیواروں کو لیپ دیا۔ اسی وقت خوب زوردار بارش ہوئی۔

فرماتے تھے کہ اکبر آباد میں علی قلی نامی ایک شخص میر ابوالعلی کے متبعین میں سے توجہ و تاثیر

فقاہت اور حکمت کے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ
سرہ العزیز جید عالمِ دین، والا مرتبت فقیہہ و محدث، عظیم نباض قوم اور حکیم امتِ اسلامیہ
تھے۔ انہوں نے دین کی روح کو اپنی تعلیمات کے ذریعے لوگوں کی ارواح و قلوب میں
راسخ کر دیا اور مسلمانوں کو سچائی کی راہ پر چلانے کی کوشش میں عمرِ عزیز گزار دی لیکن
دین کو سمجھنے والوں کی تعلیمات سے لوگوں کو محروم رکھنے کے خواہش مندوں نے حضرت
شاہ ولی اللہ کی کئی تصانیف کو منظرِ عام پہ آنے سے روکا اور ان کے نام سے کئی کتابیں
خود لکھ کر چھاپ دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ گمراہ ہو سکیں۔ قارئین کرام انفاس العارفین
کے مطالعہ سے جان لیں گے کہ حضرت محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے خیالات ان معتقدات
کے بارے میں کیا ہیں۔ جن پہ کفر و شرک کی خودکار مشینیں حرکت میں ہیں۔ توسل، استمداد،
تصرفات، کشف پہ اعتقاد رکھنے سے آپ کو کچھ لوگ سارا دن منع کرتے ہیں۔ آپ یہ
دیکھیے کہ ان معاملات میں اسلام کے بطلِ جلیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آپ کی کیا
رہنمائی کی ہے۔

دین کی اصل کو مسلمانوں کے دلوں سے محو کر دینے کے خواہش مندوں نے
انفاس العارفین کبھی نہیں چھاپی۔ اس کی جلدیں بازار سے غائب کرنے کی کوششیں کی گئیں
تاکہ لوگ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے ارشادات سے مستفید نہ ہو سکیں۔ اس کے برعکس توسل
استمداد، تصرفات اور کشف کو ماننے والوں کے خلاف کفر و شرک کے فتوے لکھ کر ان پہ
شاہ ولی اللہؒ کا نام چھاپ دیا گیا تاکہ عامۃ المسلمین کو دھوکہ دیا جا سکے۔ محققین نے ان
"موضوع تصانیف" کی نشاندہی کر دی ہے لیکن جب دل میں خوفِ خدا نہ رہے تو آدمی
کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ جھوٹ تو کوئی چیز ہی نہیں۔

اربابِ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نہیں
ہیں۔ بوجوہ لوگوں نے ان کے نام لگا دی ہیں۔

۱۔ تحفۃ الموحدین۔ ۲۔ البلاغ المبین۔ ۳۔ قولِ سدید۔ ۴۔ اشارہ مستمرہ۔ ۵۔ قرۃ العینین فی ابطالِ شہادۃ الحسینؓ۔ ۶۔ جنت العالیہ فی مناقب المعاویہؓ۔ ۷۔ رسالہ اوائل۔ ۸۔ فیما یجب حفظ للناظر
موخر الذکر دونوں رسالے ناشرین کی عدمِ توجہ سے شاہ صاحب کی فہرستِ تصانیف میں شامل ہوگئے حالانکہ پروفیسر محمد ایوب قادری کی تحقیق کے مطابق پہلا رسالہ شیخ محمد سعید کا ہے اور دوسرا شاہ صاحب کے کسی شاگرد کا۔

مذکورہ بالا کتابوں کو دیگر تاریخی شواہد و دلائل کے علاوہ ان کی زبان و بیان اور اعتقادات کے لحاظ سے شاہ صاحبؒ کی تحریر سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ قرۃ العینین اور جنت العالیہ کو تذکرۂ گلشنِ ہند میں مرزا علی لطف نے شاہ ولی اللہؒ سے منسوب کیا ہے لیکن مولانا شبلی نعمانی۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق اور دوسرے محققین نے اس کی تردید کی ہے۔ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ پہلی کتاب "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" ہے جسمیں شہادتِ امامِ حسین علیہ السلام کے ابطال کا سوال ہی نہیں اور دوسری کتاب بالکل فرضی ہے حضرت معاویہؓ کے مناقب میں شاہ صاحب نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ مولوی محبوب علی دہلوی "تنبیہ الضالین" میں لکھتے ہیں کہ شاہ ولی اللہؒ پہ رافضیوں نے تہمت اور بہتان کیا کہ انہوں نے شہادتِ حسینؓ کا رد کیا ہے"۔

شاہ صاحبؒ کے خاندان کے ایک فرد اور ان کی تصانیف کے مشہور ناشر ظہیر الدین نواسہ شاہ رفیع الدینؒ دہلوی نے شاہ صاحب کی کتاب "تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء" کے آخر میں بھی قارئین کی اطلاع کے لئے لکھا ہے کہ بعض لوگوں نے بعض تصانیف شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ کے نام منسوب کر دی ہیں ظہیر الدین صاحب "انفاس العارفین" مطبوعہ مطبع احمدی دہلی کے آخر میں ان جعلی اور مصنوعی کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے تحفۃ الموحدین اور ابلاغ المبین کے ساتھ مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے نام منسوب تفسیر موضح القرآن مطبوعہ مطبع خادم الاسلام دہلی اور مولانا شاہ

عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے نام منسوب ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

جعلی رسائل شاہ صاحب قدس سرہ کے نام نامی سے منسوب کرنے کا ظلم زیادہ تر اس لئے کیا گیا کہ بعض لوگ اہل سنت وجماعت کے عقیدوں کو ختم کر کے دین کو کمزور کر دینا چاہتے تھے۔ شاہ صاحب کی شہرت اور عظمت کو اپنے مقاصد مذمومہ کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کتنی مکروہ ہے اہل علم و دانش اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ تحفۃ الموحدین سب سے پہلے ایک اہل حدیث حاجی عبدالغفار دہلوی علی جان والے نے شائع کی (حیات ولی مطبوعہ اکمل المطابع بحوالہ شاہ صاحب (ولی اللہؒ) اور ان کا خاندان از حکیم محمود احمد برکاتی)۔ قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان نے اسے دوبارہ شائع کیا۔ اس طرح اس طبقے نے اس جعلی کتاب کے متعدد ایڈیشن نکال کر عامۃ الناس کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کی۔ پروفیسر محمد ایوب قادری نے مجموعۂ وصایا اربعہ مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد کے صفحہ ۲۷-۲۸-۲۹ پر دلائل و براہین کے ساتھ اس کتاب کو جعلی ثابت کیا ہے۔ مولانا وکیل احمد سکندر پوری نے بھی اپنی کتاب 'وسیلہ جلیلہ' میں اس کتاب کے شاہ صاحب سے انتساب کو غلط بتایا ہے۔

البلاغ المبین پہلی بار مطبع محمدی سے ایک اہل حدیث عالم فقیر اللہ نے شائع کی۔ اس میں اکثر غیر مستند اور وضعی احادیث کا سہارا لے کر سواد اعظم کے عقائد کو مطعون کیا گیا ہے اس کتاب کے بارے میں مولانا سید سلیمان ندوی نے بھی فرمایا ہے کہ "یہ شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصنیف ہے ہی نہیں بلکہ کسی نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے تاکہ شاہ صاحبؒ کو ماننے والے ان عقائد کو مان لیں۔" (تذکرہ سلیمان از غلام محمد بی اے عثمانیہ بحوالہ مجموعہ وصایا اربعہ) مولانا وکیل احمد سکندر پوری لکھتے ہیں۔ "یہ کتاب کسی وہابی کی تصنیف ہے جسے کافی لیاقت نہ تھی مگر اعتبار و اسناد کے لئے مولانا شاہ ولی اللہؒ کی طرف منسوب کی گئی۔" (وسیلہ جلیلہ) مشہور اہل حدیث محقق و مؤرخ غلام رسول مہر کو بھی کہنا پڑا۔ "البلاغ المبین تو یقیناً شاہ

ولی اللہؒ کی کتاب نہیں۔ اس کا اسلوب تحریر و طریق ترتیب مطالب شاہ صاحب کی تمام تصانیف سے متفاوت ہے۔" (بحوالہ مجموعہ وصایا اربعہ مترجمہ پروفیسر ایوب قادری)۔

"قول سدید" کو بھی انہی لوگوں نے لکھا اور شاہ صاحبؒ کا نام استعمال کر ڈالا۔ "شاہ ولی اللہ اور تقلید" میں مولانا محمد علی کاندھلوی خواہرزادہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں "میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں جب میں سنتا ہوں کہ لوگ غیر مقلدیت کو پروان چڑھانے کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ کی کتابوں سے ادھوری اور تراشیدہ عبارتیں نقل کر کے بیچارے عوام کو دھوکا دیتے ہیں یہی نہیں بلکہ "قول سدید" کے نام پر ایک من گھڑت کتاب کو شاہ صاحب سے منسوب کرتے ہیں۔" اس طبقے کی اس علمی بددیانتی کے بارے میں حکیم محمود احمد برکاتی نے فاران کراچی کے جون ۱۹۶۵ء کے شمارے میں لکھا ہے "ایک گروہ ۔۔۔ اہل حدیث نے شاہ صاحبؒ اور ان کے اخلاف کی طرف ایسی تحریروں کو منسوب کر دیا جو حقیقتاً ان کی نہیں تھیں اس سلسلے کا آغاز ۱۸۵۷ء سے قبل ہی ہو گیا تھا چنانچہ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی اور نواب قطب الدین خان نے اس زمانے میں اس کی تردید کر دی پھر موجودہ صدی کے آغاز میں سید ظہیرالدین احمد، ولی اللہی نے بار بار اس کی تردید کی لیکن البلاغ المبین اور تحفۃ الموحدین جیسے رسائل آج تک شاہ صاحبؒ کے نام سے چھپ رہے ہیں۔" (بحوالہ پیش لفظ الطاف القدس از حکیم محمد موسیٰ امرتسری)

محمد شمس الدین جالندھری نے مختلف مسائل میں علمائے کرام کے فتاوٰی حاصل کر کے ۱۳۱۰ھ میں "فتاوٰی علمائے حنفیہ" کے نام سے قیصری پریس جالندھر سے شائع کئے ان میں عالم محقق حضرت مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی لدھیانوی کا "البلاغ المبین" کے بارے میں تحقیق فتویٰ شامل ہے اس فتویٰ کے آخر میں بہت سے تائیدی فتاوٰی بھی شامل ہیں۔ یہ تحریر محولہ بالا کتاب کے صفحہ ۸ تا ۸۰ پر مشتمل ہے۔ اس طویل اقتباس کے لئے معذرت خواہ ہوں مگر مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر اس کو من و عن نقل کرنا افادہ عام کے لئے ضروری ہے اس تحریر میں مولانا مرحوم و مغفور نے شاہ صاحبؒ کی دوسری اہم

کتابوں کے حوالے سے "ابلاغ المبین" کا رد کیا ہے۔ فرماتے ہیں "رسالہ ابلاغ المبین" کو آخر نے بنظر غور دیکھا اور جہاں تک تامل وفکر کیا یہ رسالہ تصنیفات حضرت شیخ المحدثین مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے معلوم نہیں ہوا ہر چند اس میں ان عوام کالانعام کو جو شب و روز بدعات سیئہ میں مستغرق رہتے ہیں اور قید شرع شریف سے آزاد ہو کر ملقب بلقب قبر پرست بن گئے ہیں بسبب طور پہ تہدید و توبیخ کی گئی ہے لیکن بہت جگہ حد اعتدال سے تجاوز کر کے اور صلحاء کو بھی ان عوام ہی کے ہمراہ ملا کر ایک ہی قسم کے کلمات ناشائستہ سے یاد کیا ہے اور اصل مسئلہ مسلمہ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۷ میں لکھتے ہیں "دریں صورت نفع زیارت قبور اہل اسلام و غیر ایشان برابر است۔" صفحہ ۲۸ میں صوفیہ کرام کو "ایں گروہ شقاوت پژوہ" کے لفظ سے یاد کیا ہے اور تمثیلاً شقاوت کی سند میں صوفیہ کا یہ شعر پیش کیا ہے۔

علم حق در علم صوفی گم شود　　ایں سخن کے باور مردم شود

حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے نکات تصوف اپنے رسائل ہوامع، الطاف القدس، سطعات وغیرہا میں ایسے لکھتے ہیں جو علمائے ظواہر کی سمجھ سے باہر ہیں اور خاص اس شعر کا ذکر بھی حضرت کے مکتوبات مطبوعہ کے صفحہ ۱۲ میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں چند قرائن دیگر موجود ہیں جو اس مطلب کے موید ہیں۔

اول یہ کہ بعد حمد و صلوٰۃ اس "رسالہ ابلاغ المبین" میں حسب قاعدہ مصنفین شاہ صاحبؒ کا نام نامی نہیں ہے اور یہ امر شاہ صاحبؒ کی عادت کے بالکل خلاف ہے۔ شاہ صاحبؒ اپنے ہر رسالہ میں حمد و صلوٰۃ کے بعد اپنا نام نامی ضرور لکھتے ہیں۔ ۲۲ تصانیف خورد و کلاں حدیث و تفسیر و تصوف وغیرہ جو احقر کے پاس موجود ہیں ہر ایک میں شاہ صاحبؒ نے اپنا نام ظاہر فرمایا ہے حتیٰ کہ رسالہ تراجم بخاری میں بھی جو صرف ایک ورق کا رسالہ ہے نام لکھا ہے ان ۲۲ کے علاوہ چند تصانیف دیگر دوستوں کے پاس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اسی طرح ان میں نام ہے۔ مولانا عبد الحئی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے صفحہ ۲۶ میں تا ...

کی اکثر تصانیف کو نام بنام لکھا ہے وہاں بھی "البلاغ المبین" کا نام نہیں لکھا۔

دوم یہ کہ البلاغ المبین میں چند جگہ ترجمہ مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمہ مشکوٰۃ شیخ کے معتبر ہونے میں کسی کو شک نہیں لیکن حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اگر کہیں اپنی تصانیف میں حدیث بھی نقل کرتے ہیں تو صحاح ستہ وغیرہ سے لیتے ہیں مشکوٰۃ شریف سے بھی نہیں لیتے اور ترجمہ مشکوٰۃ کا حوالہ دینا تو ان سے بمنزلہ محال عادی کے پہلے کا حوالہ دیا ہے (صفحہ ۹۔۲۷۔) اور بعض جگہ اخبار الاخیار کی عبارت نقل کی ہے (صفحہ ۲۵۔۲۶۔۴۶) اور کسی جگہ تفسیر حسینی سے بھی لیا ہے (صفحہ ۶۴) یہ تمام امور شاہ صاحبؒ کی مصنفات کے خلاف ہیں۔

تیسرے یہ کہ اس رسالہ میں حدیث عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کو سنداً نقل کیا ہے (صفحہ ۲۹) اور یہ حدیث بایں الفاظ بے اصل ہے صَرَّحَ بِہٖ الْمُحَدِّثُوْنَ کَمَا فِیْ فَوَائِدِ مَجْمُوْعَۃٍ (صفحہ ۹۴) و موضوعات کبیر مُلّا علی قاری (صفحہ ۵۷) پس ایک بے اصل حدیث کا لانا ہرگز شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا کام نہیں ہے۔

چوتھے یہ کہ اس رسالہ میں اوّل سے آخر تک اسی امر پر زور دیا ہے کہ بنظرِ حصول فیضان (جیسا کہ صوفیہ کہتے ہیں) قبور اولیاء بلکہ انبیاء پر جانا درست نہیں ہے اور نہ ارواح سے کسی قسم کا فائدہ پہنچ سکتا ہے اور یہ امر شاہ صاحبؒ کے مسلک کے خلاف اور ان کی دیگر مشہور تصانیف کے معارض ہے۔ شاہ صاحبؒ نے رسالہ فیوض الحرمین اور رسالہ دُرِّثمین فی مبشرات النبی الامین میں صرف انہی فیوضات اور برکات کا ذکر کیا ہے جو ارواح طیبہ انبیاء و اولیاء سیما امام الانبیاء خواجہ ہر دوسرا علیہ من الصلوٰۃ اکملہا و من التحیات اتمہا سے ان کو یا ان کے والد صاحب حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کو حاصل ہوئے ہیں۔ رسالہ جزء اللطیف میں فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے والد کی قبر پر بیٹھنے سے علم توحید اور سلوک کا راستہ کھلا۔ عبارت بلفظہ یہ ہے۔

بعد از وفات حضرت ایشاں دوازدہ سال کم و بیش بر درس کتب دینیہ و عقلیہ